رمانہ عمر

زنیرا

زنیرا مڈل کلاس گھرانے کی باپردہ لڑکی ہے اس کی دوستی میڈیکل کالج کے پہلے ہی سال میں ثانیہ نامی لڑکی سے ہوتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ والدین کے علاوہ ثانیہ کی ایک شادی شدہ بہن رابعہ بھی اس کے گھر میں رہتی ہے جو مغرور اور نک چڑھی ہے۔ جبکہ بڑا بھائی حسن بیرون ملک سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس آیا ہے۔ پڑھائی ختم ہوتے ہی ثانیہ کی شادی کر دی جاتی ہے۔ رابعہ کا خیال ہے کہ حسن زنیرا میں دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ زنیرا کے گھر جا کر اس کی والدہ کی بے عزتی کرتی ہے۔ حسن ثانیہ کا پیغام دینے کے لیے زنیرا کو فون کرتا ہے تو زنیرا اسے رابعہ کی بدتمیزی کے بارے میں بتا دیتی ہے۔ رابعہ کو اس کے والدین سخت سرزنش کرتے ہیں۔ اب آگے پڑھیے۔

''حسن کیا کر رہے ہو؟ مصروف تو نہیں؟'' ثانیہ نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ تمہارے لیے تو بالکل بھی مصروف نہیں ہوں۔ بیٹھو۔'' حسن نے غور کیا کہ وہ اپنی انگلیوں کو اضطرابی کیفیت میں موڑ رہی تھی جیسے کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہو۔ وہ بولا:

''کیا بات ہے؟ سسرال میں تو سب خیریت ہے؟ ابرار کے ساتھ.....''

''نہیں نہیں بھئی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔'' وہ کھل کر مسکرائی۔ ''اصل میں میں یہ سوچ رہی تھی کہ تمہارے پروپوزل کے قبول ہونے کے امکانات تو زیادہ نہیں مگر پھر بھی.....''

''اوہ! تو تم اس لیے پریشان ہو بھئی تم نے اپنی ضد پوری کر لی۔ بس اب قصے کو بھول جاؤ۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی اپنی بیٹی اس گھر میں بھیجنے پر تیار ہوگا جس میں رابعہ باجی رہتی ہوں۔''

''لیکن دیکھو حسن! ہاں ہونے کا چانس بھی تو ہے ناں اور اگر ان کے گھر سے ہاں ہو گئی تو یاد رکھو تمہیں زنیرا ہی سے شادی کرنی پڑے گی۔ تمہیں اندازہ ہے ناں کہ پھر تم بیک آف کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو گے۔'' اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی اور الجھی نظروں سے اپنے بھائی کو تکنے لگی۔ حسن کچھ دیر خاموشی سے اسے سمجھنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔ ثانیہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھتی رہی پھر بولی:

''اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے بھلا؟''

''ہنسنے کی بات یہ ہے کہ تم سمجھ رہی ہو محض تمہارے اصرار پر میں ایسی لڑکی کو اپنانے کا فیصلہ کر چکا ہوں جسے جانتا تک نہیں اور جو رابعہ باجی جیسے لوگوں کی نظروں میں بیک ورڈ اور نجانے کیا کیا ہے..... یہی بات ہے؟''

''بالکل یہی بات ہے۔ تم واقعی عقلمند ہو اور مائنڈ ریڈنگ بھی اچھی کر لیتے ہو۔'' وہ کھلے دل سے اقرار کر رہی تھی۔

''شکریہ۔ شکریہ۔ چلو سمجھاتا ہوں تم کو۔ مجھے معلوم ہے تمہارے چھوٹے سے ذہن میں بڑی بڑی باتیں مشکل ہی سے آتی ہیں۔''

''توبہ کرو حسن! ہر وقت کا مذاق۔ شادی شدہ بہن کی تھوڑی بہت عزت تو کیا کرو۔ اگر کبھی ابرار نے سن لیا تو؟''

''ابرار..... اس کی فکر نہ کرو۔ وہ اب تک سمجھ چکا ہوگا۔'' حسن سنجیدگی سے بولا۔

''کیا؟'' وہ حیران ہوئی۔

''یہی کہ تمہارے چھوٹے سے ذہن میں بڑی باتیں مشکل ہی سے آتی ہیں۔'' وہ ہنس کر بولا۔

''تم بہت برے ہو حسن۔'' وہ جانے کو مڑی۔

''ہیلو ڈاکٹر صاحبہ..... یہ مذاق تھا۔''

ثانیہ مسکراتی ہوئی آئی اور دوبارہ بیٹھ گئی۔

''ہاں تو ثانیہ ابرار! آپ کا سوال کیا ہے؟'' وہ جان بوجھ کر اس کے

دل کے خدشات اس کی زبان سے اگلوانا چاہتا تھا۔

''میں جاننا چاہتی ہوں کہ اگر زنیرا تمہاری زندگی میں آجائے تو..... تو کیا وہ تمہیں اسی طرح قبول ہوگی جیسی کہ وہ ہے؟ میرا مطلب ہے..... اگر تم یہ چاہو کہ وہ تمہاری خوشی میں ڈھل جائے تو ایسا ذرا مشکل ہے اور پھر یہ اس کے ساتھ زیادتی بھی ہے۔ کہتے تو سب یہی ہیں کہ لڑکیوں کو شوہر کی مرضی میں ڈھل جانا چاہیے مگر سوچو کہ یہ کیا بات ہوئی؟ اتنے فرق سے شادی کر لینا اور پھر بعد میں مسئلے پیدا کرنا؟'' اتنا کہہ کر ثانیہ خاموش ہوگئی۔

''ارے واقعی! یہ تو تم نے عقل کی بات کی۔ مگر یہ بات تو رشتہ دینے سے پہلے سوچنے کی تھی۔'' حسن نے پرسوچ لہجے میں کہا۔ اس کی رگ ظرافت پھر پھڑک اٹھی تھی۔

''چلو اب بھی دیر نہیں ہوئی۔ اول تو اس کا امکان ہی نہیں ہے اور اگر ایسا ہوا بھی تو تم معذرت کر لینا اور کہنا کہ ہمیں لڑکی کے خیالات اور پردہ، نقاب وغیرہ کا پہلے علم نہیں تھا اس لیے.....''

ثانیہ کو یہ بے وقت کا مذاق بالکل پسند نہیں آیا وہ جھلا کر بولی:

''حسن کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو بھائی یہ تمہاری زندگی کا معاملہ ہے۔''

حسن نے اس لمحے غور سے اسے دیکھا اور پھر دونوں ہاتھ گردن کی پشت پر باندھ کر کرسی سے ٹک گیا اور بولا:

''اچھا تو پھر سنو! یہ کہانی ذرا لمبی ہے تمہیں صبر سے سننی ہوگی۔'' اس نے پیرس حملے کے بعد ہونے والی میٹنگ کی روداد اسے تفصیل سے سنائی اور ثانیہ خاموشی سے ایک ایک لفظ سنتی گئی۔

''ثانیہ! جس وقت وہ لڑکی تقریر ختم کر کے بیٹھی اس وقت پورا ہال اسٹوڈنٹس اور سب کو سانپ سونگھ چکا تھا۔ اس کا آخری جملہ یہ تھا کہ میں اسلام کی اس شناخت سے دست بردار ہونے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوں۔ اس کے بیٹھتے ہی میرے اندر سے کسی نے کہا۔

یو ڈونٹ ہیو ٹو (تمہیں ایسا کرنے کی ضرورت بھی نہیں) پھر وہ پہلا شخص جس نے کھڑے ہو کر تالی بجانا شروع کی میں ہی تھا اور اس کے بعد چند منٹوں میں پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

ہمیں ایسا لگا کہ کسی نے ہمارے ایمان کو پھر سے زندہ کر دیا۔ ہم نے مصلحتوں کے نام پر جو چادر تان رکھی تھی وہ اس لڑکی کے الفاظ نے اتار پھینکی، ہم اچانک ہی بہادر ہو گئے۔ اس تقریر سے پہلے تک سب اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ ان حالات میں نقاب تو ہرگز نہیں پہننا چاہیے اور حجاب پہننے والی سسٹرز کو بھی انڈر گراؤنڈ میں سفر کے دوران ہڈی (hoody) استعمال کرنی چاہیے تاکہ ان کا سر بھی ڈھک جائے اور وہ نمایاں بھی نہ ہوں۔ لیکن اس تقریر کے بعد جب ایگزیکٹو باڈی میٹنگ بلائی گئی تو سب اس طرح کے جملے بول رہے تھے:

''ہم کیوں ڈریں۔ آخر ہمارا جرم ہی کیا ہے؟''

ہم کو ملکی قانون اور یونیورسٹی لاء دونوں کی پروٹیکشن حاصل ہے۔ ہم کسی حملہ آور کو حملہ کرنے یا طالبان کو نقصان پہنچانے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔

پھر یہ طے ہوا کہ آفٹر آورز کلاسز لینے کے بعد جب لڑکیاں انڈر گراؤنڈ ٹرین میں سوار ہوں گی تو دو لڑکوں کی ڈیوٹی لگا کرے گی جو اسی ٹرین پر گرلز ہاسٹل تک جائیں گے۔

ہم نے کئی مہینوں تک ایسے ہی کیا اور پھر لڑکیوں کے اتر جانے کے بعد ہم وہیں بیٹھے پینتالیس منٹ تک ٹھہرتے رہتے تھے۔ کیونکہ واپسی کی آخری ٹرین پینتالیس منٹ بعد ہی آتی تھی۔'' بولتے بولتے حسن کے چہرے پر ایک اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یونو! وہاں بیٹھ کر جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کانپتے ہوئے مجھے اکثر تم یاد آجاتی تھیں۔ مجھے لگتا تھا کہ میں تمہیں حفاظت سے گھر چھوڑ کر واپس جا رہا ہوں۔ اس تجربے سے گزرنے کے بعد ہی مجھے برادرز ان اسلام اور سسٹرز ان اسلام کا مفہوم سمجھ آیا۔

یہ ایک ایسا رشتہ ہے ثانیہ! جس میں ہم ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوئے بھی اور ہزاروں گروہی اختلافات کے باوجود بندھے ہوئے ہیں۔ اسلام ہی ہماری شناخت ہے اور اس کو مٹا کر ہم کچھ بھی نہیں ہیں..... دو کوڑی کے بھی نہیں۔''

''کچھ آیا سمجھ میں؟'' اس نے ثانیہ کو گھورا۔

''آیا تو۔ لیکن یہ سمجھ نہ آیا کہ اس قصے میں زنیرا کہاں ہے؟''

''بات یہ ہے ڈیئر! کہ تمہاری زنیرا محترمہ میرے نصیب میں ہوں یا

نہ ہوں بہر حال میں دل کی گہرائیوں سے جان گیا ہوں کہ یہ بہادر لڑکیاں جو اسلام کی اس شناخت کو اپنی پہچان بنا کر سنبھالے ہوئے ہیں ہمیں ان کو سپورٹ کرنا چاہیے۔ ہم جیسے کمزور مسلمانوں کو ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ ان کے سروں سے اسکارف اور چہروں سے نقاب کھینچ لیں اور یہ بتاؤ کہ تم نے اس طرح کیوں سوچا کہ میں ایک پردہ دار لڑکی کو گھر لا کر اسے اپنی خوشی میں ڈھالنے کی کوشش شروع کردوں گا؟'' اس نے الٹا ثانیہ سے سوال کیا۔

''اس لیے کہ مجھے تمہاری خوشی کا علم ہی کہاں تھا؟ ویسے تم خاصے بدل گئے ہو حسن اور پہلے سے زیادہ عقل مند بھی......''

اچھا! اور تم نے یہ نہیں کہا کہ پہلے سے زیادہ ہینڈسم بھی؟'' اس نے اپنا سینہ تان کر کہا۔

''ہاں خیر! وہ تو تم ہو ہی...... زنیرا بہت خوش قسمت لڑکی ہوگی اگر وہ......'' ثانیہ اتنا کہہ کر رک گئی۔ شائد وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے جھوٹی امید دلائے۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے پلٹ گئی۔

حسن نے اپنی چھوٹی بہن کو بڑی شفقت کی نگاہ سے جاتے ہوئے دیکھا اور اپنا دھیان دوبارہ موبائل کی طرف مبذول کرلیا۔

☆......☆......☆

زنیرا سوچ سوچ کے ہلکان ہو چکی تھی۔ حسن کا ذکر کبھی کبھی ثانیہ کے منہ سے سنا تھا مگر اس کے لائف اسٹائل اور خیالات کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ کبھی وہ سوچتی......

''اگر امی اور بابا مطمئن ہیں تو ٹھیک ہی ہوگا۔'' پھر وہ سوچتی ''انہیں پتہ تو ہے میں کن خیالات کی ہوں پھر بھی رشتہ بھیجا ہے تو کچھ سوچا تو ہوگا۔''

پھر ان خیالات کے بیچ اچانک رابعہ باجی کا ہیولہ آ کھڑا ہوتا۔ ان کی کرخت سی صورت، کاٹ دار جملے، طنزیہ ہنسی اور گردن اکڑا کر ہونہہ کرنا...... سب کچھ یاد آجاتا اور وہ خیالوں میں کھوئی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگتی۔

''یہ کیسے ممکن ہے...... آخر کیسے ہو سکتا ہے......''

☆......☆......☆

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(آل عمران 26)

(آپ کہہ دیجیے اے اللہ! اے تمام جہاں کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھوں میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔)

صبح کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے زنیرا اس آیت پر رکی اور غور کرنے لگی۔ جب خیر کے خزانے مالک کے ہاتھ میں ہیں تو کوئی انسان کسی کو عزت یا ذلت کیسے دے سکتا ہے۔ عزت تو اللہ کی طرف سے ملتی ہے اور ذلت بھی۔ اس کے دل کے زخم پر جیسے کسی نے پھایا رکھ دیا ہو۔ جس بے عزتی کا سوچ سوچ کر وہ ہلکان ہوئی جا رہی تھی اسے زنیرا کی قسمت میں لکھ دینا رابعہ کا اختیار تھا ہی کہاں......؟ جب تک میرا رب نہ چاہے کوئی مجھے بے عزت نہیں کر سکتا...... اس کا جی اک دم ہلکا ہو گیا۔

استخارہ کی دعا پڑھ کے وہ بستر پر لیٹی تھی اور یونہی موبائل کی اسکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی کہ نظر ایک مسیج پر پڑی جو کسی دوست نے فارورڈ کیا ہوا تھا۔

کسی بزرگ کا لمبا چوڑا واقعہ تھا اس نے پورا تو نہ پڑھا مگر واقعہ کے آخر میں لکھی اس آیت پر اس کی نظریں جم گئیں۔

فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا

(النساء 19)

☆......☆......☆

آج بہت دنوں بعد اس کی خالہ رہنے کے لیے آئی تھیں اور سب بچوں نے ہمیشہ کی طرح اس کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔

''زونی آپی کہانی۔ زونی آپی کہانی......''

''زونی آپی وہ والی جس میں ایک گندی آنٹی ہمارے نبیؐ پر کچرا

پھینکتی تھی۔'' اس کی کزن سونیا اچک اچک کر بولی۔

''یہ والی آپ کو بہت اچھی لگتی ہے تو چلو آج ہماری سونیا سب کو کہانی سنائیں گی۔ ٹھیک ہے بچو؟''

بچوں نے اس بات پر احتجاجاً ایک ایک کر کے اٹھنا شروع کر دیا اور سونیا مزے لے لے کر توتلی زبان میں کہانی سناتی رہی۔ آخر میں صرف زنیرا اور سونیا ہی بچیں۔ تب اچانک سونیا بولی:

''آپی ہمارے نبی تو ہر وقت صاف رہتے تھے تو پھر ان کو غصہ نہیں آتا تھا جب ان پر بدبو والا کچرا گرتا تھا؟''

''سونی گڑیا۔ شائد ان کو بھی غصہ آتا ہو مگر وہ اپنے غصے کو پی لیتے تھے وہ اللہ سے بہت محبت کرتے تھے اور اللہ کہتے ہیں غصہ نہ کرو تو ہمارے نبیؐ بہت بڑے دل کے انسان تھے اتنے بڑے دل کے تھے کہ سب کو معاف کر دیتے تھے۔ وہ دشمن کو بھی معاف کر دیتے تھے۔''

زنیرا جیسے بولتے بولتے چونکی اور دور خلاؤں میں گھورنے لگی۔

سونیا کب کی بھاگ چکی تھی اور زنیرا اسی جگہ آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی اس کے کانوں میں اپنے ہی الفاظ گونج رہے تھے۔ بہت دیر تک گونجتے رہے۔ پھر اس نے خود کو اپنے رب کے آگے سجدے میں گرا دیا۔ اسے لگا جس راستے پر چلنے کی ہمت اس کے قدموں میں نہیں تھی رسول اللہؐ کی محبت نے وہ ہمت پیدا کر دی ہے۔ اس رات اس نے رابعہ کو دل سے معاف کر دینے کا فیصلہ کیا اور اس کی ہدایت کے لیے ڈھیروں دعائیں بھی کیں۔

☆.....☆.....☆

''ابرار تم بھی تو ساتھ چلو۔ ایسے اچھا نہیں لگ رہا۔''

''ارے نہیں بھائی! یہ بہن بھائی کا ڈنر ہے جس میں بہنوئی کے داخلے پر پابندی ہے۔ تمہاری بہن کا یہی حکم ہے اور ہم تو ہیں ہی حکم کے غلام۔'' ابرار نے ہنستے ہوئے حسن کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ حسن بھی کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگا۔

ثانیہ دروازے سے باہر آئی اور پرس لٹکاتے ہوئے اپنے شوہر کی طرف دیکھا ''تو ہمیں اجازت ہے۔''

''بالکل جناب! اجازت ہی اجازت ہے۔ ہماری مجال کہ آپ کے پلان میں دخل انداز ہوں۔ جایئے فائیو اسٹار ڈنر کے مزے اڑایئے ہم تو ویسے ہی روکھی سوکھی کھا کر گزارا کر لیں گے۔''

''اب آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں ابرار، میرے بھائی کے سامنے۔''

ابرار نے کھلے دل سے مسکراتے ہوئے دونوں کو ہاتھ ہلایا اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر اپنے پسندیدہ ریسٹورنٹ کی طرف روانہ ہو گئے جہاں دو نشستیں ثانیہ نے پہلے ہی سے بک کروا رکھی تھیں۔

''ثانیہ! مجھے یہ سب بالکل مناسب نہیں لگا۔ ابرار کیا سوچے گا۔ داماد کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اسے چھوڑ چھاڑ کر ہم دونوں کھانے نکل لیے۔''

''ہو گئیں تمہاری بقراطیاں ختم۔ تو سن لو یہ ڈنر ابرار ہی کی طرف سے ہے ہم دونوں کے لیے۔ رہا یہ سوال کہ وہ خود کیوں نہیں آئے تو اس کا جواب ایک سرپرائز ہے جو ہوٹل چل کر ہی ملے گا۔''

''اچھا!'' حسن نے کچھ نہ سمجھنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔ ثانیہ بڑے اچھے موڈ میں تھی اور مسلسل مسکرا رہی تھی۔

''کھانے کا آرڈر پہلے دوں یا سرپرائز پہلے دوں؟ ثانیہ نے بچوں کی طرح خوش ہو کر پوچھا۔

''جو تم چاہو۔ میں تو آج تمہیں اتنا خوش دیکھ کر ہی خوش ہو گیا ہوں۔''

''اچھا تو پہلے سرپرائز کھولیں گے۔ لیجئے جناب آپ کا سرپرائز۔ ثانیہ نے ایک کارڈ اس کے آگے کر دیا۔ حسن نے مسکراتے ہوئے لفافہ میں سے کارڈ نکالا۔ اسے یاد تھا کہ آج اس کی سالگرہ نہیں ہے اور برادرز ڈے کے بارے میں اس نے آج تک سنا نہیں تھا تو پھر کس موقع کا کارڈ ہے؟''

کھولا تو پتہ چلا Engagement کی مبارکباد کا ہے اور اس پر حسن کے نام کے ساتھ زنیرا کا نام لکھا گیا ہے۔ کارڈ ابرار اور ثانیہ کی طرف سے تھا۔

''حسن ایک لمحہ کو بالکل سنجیدہ ہوگیا۔ ''ثانیہ یہ کیسا مذاق ہے؟''

''نہیں تو مذاق تو نہیں ہے۔ اسی لیے تو تمہیں لائی ہوں یہاں۔ زنیرا کے گھر سے ہاں ہوگئی ہے۔''

''Really؟'' حسن اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

''تو اب کیا اسٹیمپ پیپر پر لکھ کے دوں؟''

اور اب تمہارے سوال کا جواب کہ ابرار خود کیوں نہیں آئے؟ ان کا خیال تھا کہ ان کی موجودگی میں حسن بے تکلفی سے اس خوشی کا اظہار نہیں کر پائے گا اس لیے یہ لمحے اپنی بہن کے ساتھ گزارے تو زیادہ اچھا ہے۔ اس بہن کے ساتھ جو..... جو..... بہت عظیم ہے۔

''وہ بہن جو اپنی جان کی اور دوستی کی بازی لگا کر میدان مار کر آئی ہے وہ بہن! جس کا نام تاریخ میں زندہ و جاوید رہے گا جس کی مثالیں بھائی اپنی بہنوں کو ہمیشہ دیا کریں گے۔ چلو اب اس عظیم بہن کے شایان شان ڈنر منگواؤ اور چونکہ بل ابرار کے ذمے ہے اس لیے دل کھول کر منگواؤ۔''

آج دونوں ہی دل سے خوش تھے۔ یہ خبر جتنی حسن کے لیے غیر متوقع تھی اتنی ہی ثانیہ کے لیے بھی تھی۔ اسے بالکل امید نہ تھی کہ رشتہ قبول کرلیا جائے گا۔ واپسی پر حسن نے بہن کو سوٹ دلوایا اور اس کی پسندیدہ آئس کریم کھلائی۔ ثانیہ نے ابرار کا پسندیدہ فلیور لیا اور پیک کروالیا۔

گھر پہنچے تو حسن خاص کر ابرار سے ملنے کے لیے اتر کر اندر گیا۔ ابرار دونوں بازو پھیلائے حسن کی جانب آئے اور اس سے بغل گیر ہو گئے۔

''تو سنایئے سالے صاحب! اب تو خوش ہیں ناں آپ''

حسن نے جواب دینے کے بجائے ابرار کی آنکھوں میں دیکھا اور ابرار نے حسن کو دیکھا۔ کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں تبادلہ خیالات ہوا اور پھر دونوں مسکرا دیئے۔ حسن نے ہاتھ ملایا۔ ''تھینک یو ابرار'' کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

''توبہ کتنے بور ہیں آپ مرد لوگ۔ ایسی روکھی پھیکی مبارکباد.....!''

''چلو تم نے تو دل کھول کر مبارکباد دے لی۔ اب یہ بتاؤ میرا آئیڈیا کیسا رہا؟''

اور ثانیہ خوشی خوشی اسے ڈنر کی روداد سنانے لگی۔ حسن گاڑی میں بیٹھ کر آبدیدہ ہوگیا۔ بچپن سے اسے شکوہ تھا کہ بھائی نہیں ہے۔ آج اسے محسوس ہوا کہ بہنوئی کی صورت میں اسے ایک بھائی مل گیا ہے۔

☆.....☆.....☆

اس نے نکاح نامے پر دستخط کردیئے۔ ہر اس جگہ جہاں چاچو نے انگلی رکھی اس نے قلم چلا دیا۔ پر یہ کیا ہوا کہ نہ تو دل کی کوئی دھڑکن ہی بے ربط ہوئی، نہ آنسو آئے، نہ ہی ہاتھ کپکپائے۔ خاندان کے بزرگ کمرے سے چلے گئے تھے۔ اب وہ اکیلی تھی۔ باہر سے شور کی ملی جلی آوازیں آ رہی تھیں۔ مگر اس کے کمرے میں سناٹا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ سناٹا اس کے اندر تھا۔

''میرا نکاح ہوگیا ہے۔ میں اس گھر سے آج رات رخصت ہو جاؤں گی تو پھر میں بے تاثر کیوں ہوں؟ میں تو کچھ بھی محسوس نہیں کر پا رہی نہ خوشی، نہ غمی، نہ پریشانی۔ کچھ بھی تو نہیں کیوں؟ ایسا کیوں ہے؟ کیا سب لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے؟''

وہ آنکھیں موندے دیوار سے سر ٹکائے بستر پر بیٹھی سوچ رہی تھی کہ کسی نے پیار سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ دھرا۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو امی تھیں۔ ان کی آنکھیں نم تھیں۔ امی نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر پھر کہہ نہ سکیں اور بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ وہ رو رہی تھیں۔ مگر زنیرا کو تب بھی رونا نہ آیا۔

''زنیرا بیٹا، حسن تم سے کچھ دیر کے لیے ملنا چاہتا ہے۔'' امی نے آنسو پونچھ کر گلوگیر آواز میں اپنا جملہ مکمل کیا۔

''کیوں؟'' اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

''کیوں کے کیا معنی؟ وہ تمہارا شوہر ہے اور تم اس کی منکوحہ ہو۔ پورا حق رکھتا ہے وہ تم سے ملنے کا۔''

''اوہ! واقعی میں بھول گئی تھی۔ وہ تو جملہ حقوق حاصل کر چکے ہیں اور آپ لوگ لڑکی والے ہونے کی وجہ سے ان کی ہر بات ماننے کے پابند

ہیں....." اس نے بالکل سپاٹ لہجے میں کہا تو امی ایک لمحے کے لیے سن ہی تو ہو گئیں۔

"زنیرا! میری بیٹی، میری چندا۔ کیا بات ہے؟ تم اس طرح کیوں سوچ رہی ہو؟ تم تو بڑی سمجھ دار ہو۔ آخر اس خواہش میں حرج ہی کیا ہے۔ میں کیسے اسے منع کروں اور کیوں؟

نکاح ہو چکا ہے شام میں رخصتی ہے۔ ہمیں خوشی خوشی ان کی بات مان لینی چاہیے۔ تاکہ دلوں میں ابھی سے گرہ نہ پڑ جائے۔ یہ نازک وقت ہے زنیرا! اس وقت اگر غلطی ہو جائے تو ساری عمر بھگتنا پڑتی ہے۔ تم سمجھ رہی ہو ناں؟

اور سنو میری یہ بات یاد رکھنا۔ پرانے تلخ واقعات کا کوئی ذکر تذکرہ نہ آئے۔ جو ہو گیا اسے ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ۔ اب صرف آگے دیکھنا ہے۔"

امی پردیسیوں کاموں کی ذمہ داری تھی۔ اس سے زیادہ سمجھانے یا زنیرا کے دل کا حال جاننے کا وقت ان کے پاس نہ تھا۔ سو وہ اس کے ماتھے پر پیار کر کے چلی گئیں۔

زنیرا نے پھر دیوار سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ حسن سے ملنے کا سن کر بھی کوئی ہلچل نہ مچی تھی۔

باہر کے شور میں کب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی، وہ جان نہ پائی۔ اندر بے ربط سوچوں کی ایسی دھما چوکڑی تھی کہ وہ باہر کی دنیا سے بالکل لاتعلق بیٹھی رہی۔

☆.....☆.....☆

ہلکی سی دستک دے کر وہ کچھ دیر باہر کھڑا رہا اور پھر جھجکتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

سامنے کا منظر دیکھ کر وہ مبہوت ہی تو ہو گیا۔ وہ اپنے آس پاس سے بے نیاز آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ جسم پر گلابی رنگ کا لباس تھا جو ثانیہ نے بڑے شوق سے سلوایا تھا اور کوئی پچاس بار جتلایا تھا کہ زنیرا پرٹی پنک بہت جچتا ہے۔ ٹھیک ہی تو کہا تھا۔ جچ ہی تو رہا تھا۔ تب ہی لباس کا ہلکا گلابی عکس اس کے رخساروں کو بھی گلابی کیے ہوا تھا۔ ہاتھوں میں کلائیوں تک مہندی اور کلائیوں میں موتیے کے گجرے جن میں گلابی پتیاں گندھوائی گئی تھیں۔ اسی طرح کی بالیاں دونوں کانوں میں بھی تھیں۔

چہرے پر کوئی میک اپ نہ تھا اور پھر کیا دلہناپے کا یہ روپ کسی میک اپ کا محتاج بھی تھا؟

حسن احتشام جو دل میں سوچ کر آیا تھا کہ دیکھنے کی شرط رکھے بغیر ہی نکاح کروالیا ہے تو آگے جو ملا وہ اپنا نصیب؟ اب سوچ رہا تھا.....

کیا واقعی یہ "میرا" ہی نصیب ہے؟

وہ چند لمحے تو ساکت کھڑا والہانہ انداز میں اسے تکتا رہا۔ اس کا جی نہ چاہا کہ خود فراموشی کی کیفیت میں بیٹھی اس سادھو سی لڑکی کو وہ اپنی آمد کا بتائے۔ اس نے سوچا چپکے سے واپس لوٹ جائے۔

مگر پھر دل نے کہا کہ "بے وقوف آدمی! جس بات کے لیے اتنے جتن کیے، بمشکل ڈیڈی کو راضی کیا کہ نکاح ہال میں کروانے کے بجائے صبح کروایا جائے، لڑکی کے گھر والوں کو راضی کیا، اب وہ کہے بغیر ہی کھسکنے کا ارادہ ہے؟"

پھر اچانک ہی کمرے کی خاموشی میں حسن کی آواز گونجی:

"السلام علیکم۔"

وہ آنکھ کھول کر ہڑبڑا اٹھی۔ جلدی سے دوپٹہ درست کرتی ہوئی بستر سے قدم لٹکا کر بیٹھ گئی۔ پھر کچھ سوچ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے حسن کی جانب دیکھے بغیر کہا۔

"بیٹھیے"

اب تو آپ کو ویسے بھی تمام حقوق حاصل ہو چکے ہیں اس لیے یہ بھی ضروری نہیں رہا کہ میرے دروازے پر دستک دیں اور آپ کی شرافت..... اس کے گن تو سارا زمانہ ویسے ہی گا رہا ہے .....وہ نجانے کیا کیا سوچ گئی۔ آج اس کی سوچیں بلاوجہ ہی منفی ہو رہی تھیں۔ پھر وہ بستر کے کونے پر ٹک کر بیٹھ گئی۔ تب حسن بھی قریب پڑی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"معذرت خواہ ہوں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا مگر شائد آپ گہری سوچوں میں گم تھیں، سن نہیں سکیں۔"

"کوئی بات نہیں۔" زنیرا نے آہستہ سے کہا۔ اسے اپنی سوچ پر

شرمندگی ہوئی۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر حسن نے کہا۔

''آپ کو نکاح کی مبارکباد دینے آیا ہوں۔''

''شکریہ'' زنیرا نے اسی بے تاثر لہجے میں کہا۔ نگاہیں اب بھی زمین پر تھیں۔

''آپ کو یہ بھی بتانا تھا کہ آج ہی میرا نکاح بھی ہوا ہے۔'' حسن کے لہجے میں شوخی در آئی۔

''آپ کو بھی مبارک ہو۔'' زنیرا نے برجستہ کہا۔ اس کے بعد پھر دونوں خاموش ہو گئے۔

''میں اپنے اور آپ کے بارے میں تو فی الحال کچھ کہہ نہیں سکتا مگر ثانیہ ہمارے اس رشتے سے اس قدر خوش ہے کہ اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے.....''

اس کا جملہ مکمل بھی نہ ہو پایا تھا کہ اچانک زنیرا نے سر اٹھایا اور حسن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی:

''اور رابعہ باجی؟'' یہ کہہ کر اس نے نگاہیں پھر جھکا لیں۔

''رابعہ باجی..... کیا؟'' حسن نے حیرانگی سے کہا۔

''میرا مطلب تھا کہ کیا رابعہ باجی بھی اس رشتے سے خوش ہیں؟'' اس نے دھیرے دھیرے کہا۔

''کس رشتے سے؟'' حسن نے انجان بن کر پوچھا۔

''جی؟'' زنیرا نے آنکھیں اٹھائیں۔

''میں نے پوچھا کہ آپ کس رشتے کی بات کر رہی ہیں؟''

''وہی جو آج بنا ہے۔'' زنیرا نے دامن بچایا۔

''کیا اس رشتے کا کوئی نام ہے؟'' حسن بھی ہار ماننے والا نہ تھا۔

''آپ کو علم ہے۔'' زنیرا نے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا۔

''میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔'' وہ بضد تھا۔

''نکاح کا رشتہ''

''شکریہ۔ اس کا مطلب آپ تسلیم کرتی ہیں کہ ہم میں نکاح کا رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ تو پھر یہ بھی بتا دیجئے کہ اب ہم دونوں کیا بن گئے ہیں؟

''جی؟'' زنیرا نے پھر حیرانگی سے پلکیں اٹھائیں حسن نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔

''ہم..... دونوں..... میاں اور بیوی.....'' زنیرا اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔ رخساروں کی گلابی بڑھ گئی، اب کے دل بھی دھڑکا، کسی نے چٹکی بھی لی اور شرم بھی آئی۔

''ویری گڈ۔ آپ ایک سعادت مند بیوی کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ بلاچوں چرا میری باتیں مانتی جا رہی ہیں۔ گڈ ویری گڈ.....''

''آپ نے یہی پوچھا تھا کہ رابعہ باجی اس رشتے سے خوش ہیں کہ نہیں؟'' حسن نے شوخ لہجے میں پوچھا۔

''جی۔'' وہ نگاہیں جھکائے رہی۔

''میں اس سوال کا جواب ضرور دوں گا مگر اس وقت جب آپ میری طرف دیکھیں گی۔ سوال تو مجھ سے پوچھ رہی ہیں اور گھور رہی ہیں زمین کو۔''

زنیرا نے مسکرا کر نگاہیں ملائیں اور اس بار دیکھتی ہی رہی۔

''یہ ہوئی نا بات۔'' وہ خوش ہی تو ہو گیا۔

''اصل میں بات یوں ہے زنیرا کہ رابعہ سے آپ کا رشتہ میرے حوالے سے قائم ہوا ہے اور میں خود سے وابستہ لوگوں کی عزت کرنا بھی جانتا ہوں اور کروانا بھی جانتا ہوں۔'' پھر وہ کچھ توقف کے بعد سنجیدگی سے بولا۔

''آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں۔''

یہ کہہ کر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ لمحے بھر قبل کی شوخی غائب ہو گئی۔ زنیرا کی جانب سے نگاہ ہٹا کر اس نے سامنے پڑی میز پر ٹکا لی۔ پھر وہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنا گال ٹکا کر خاموش بیٹھ گیا۔ زنیرا کو لگا وہ برا مان گیا ہے۔ اس نے دل میں کہا۔

''اف اللہ! جس بات سے امی نے منع کیا تھا وہی میں نے کر ڈالی۔ میں بھی کتنی بے وقوف ہوں۔ اب کیا ہوگا؟''

اس نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ وہ متوجہ نہیں تھا۔ اس نے انتظار کیا۔ کوئی جملہ نہ آیا۔ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کہوں، کیسے گفتگو شروع کروں کہ یک بیک نگاہ بھٹک کر ظالم کے سراپے پر ٹک گئی جو ململ کے سفید کرتے اور شلوار میں ملبوس تھا۔ وہ اوپر سے نیچے تک دیکھے گئی۔ دل

میں کسی نے کہا۔ ''یہی تمہارا اپنا حسن ہے۔''

اسی لمحے حسن اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ زنیرا کی جانب گھوم کر سامنے آ گیا پھر اس کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر وہ بولا:

''ڈاکٹر صاحبہ اگر آپ نے معائنہ مکمل کر لیا ہو تو اپنے مریض کو اجازت دیجیے۔''

اُف! اب کے تو وہ بری طرح پھنسی تھی۔ اس نے گڑبڑا کر نظریں جھکا لیں۔ چہرہ ایک کان سے دوسرے کان تک سرخ ہو گیا اور ناک پر پسینے کے قطرے نمایاں ہو گئے۔

حسن خوب ہی محظوظ ہوا۔ لیکن پھر اسے احساس ہوا کہ شائد یہ زیادتی ہو گئی۔ وہ شرمندہ لہجے میں بولا:

''سوری۔ کہیں آپ نے برا تو نہیں منایا؟''

''جی نہیں۔ برا نہیں منایا۔ مگر..... ڈر بہت گئی ہوں۔'' زنیرا نے بڑی ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔

''ڈر گئیں؟ کس سے؟ مجھ سے؟'' وہ حیران ہوا۔

''اس بات سے کہ آپ نظروں کی چوری پکڑتے ہیں۔'' وہ شرمندہ سے لہجے میں دھیرے سے بولی۔

''اوہ اچھا!'' حسن نے اس جملے کا خوب مزا لیا اور دیر تک ہنستا رہا۔ زنیرا بھی اب ریلکیس ہو گئی تھی اور مسکرا رہی تھی۔

''تم اسے چوری کہو تو تمہاری مرضی۔ میں تو اپنی چیز کو دیکھنا چوری نہیں حق سمجھتا ہوں۔'' وہ اچانک آپ سے تم پر آ گیا تھا۔

''اب چلتا ہوں۔ باہر ثانیہ اسٹاپ واچ لیے بیٹھی ہو گی۔'' وہ جانے کو مڑا۔ پھر اچانک واپس پلٹا۔

''ایک چھوٹی سی درخواست ہے۔ مانو گی؟''

''جی'' زنیرا نے سوالیہ نظریں اٹھائیں۔

''اپنا نام تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔'' معصومیت سے کہا گیا۔ زنیرا نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ کوشش کی مگر بول نہ پائی۔ چند لمحے گزر گئے تو وہ بولا:

''یہ تین حروف کیا اتنے مشکل ہیں کہ تم بول نہیں پا رہیں؟''

''نہیں مشکل نہیں ہیں۔ سوچ رہی تھی آگے پیچھے کیا لگاؤں؟'' اس نے بے بسی سے کہا۔

''کچھ نہ لگانا، نہ آگے نہ پیچھے..... بس میرا نام.....'' وہ خالص مردانے رعب سے بولا۔

''او کے..... حسن.....'' اس نے بمشکل کہا۔ اور پھر فخریہ مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا گویا کہہ رہی ہو ''لیجیے اس امتحان کو بھی پاس کر لیا۔ اب خوش.....؟''

''جیتی رہو'' اس نے بزرگانہ شفقت سے کہا۔ ''چلو اس بات کو پوچھنے کی اب کیا ضرورت جو پوچھنے میں یہاں آیا تھا۔ جواب تو مجھے مل ہی گیا۔ چلتا ہوں۔ خدا حافظ۔''

جب وہ دروازے تک پہنچ گیا تو اسے پیچھے سے آواز آئی۔

''حسن! وہ کیا بات تھی؟ پلیز بتا دیجیے۔''

وہ مسکرا کر مڑا۔ ''یہ ہوئی نہ بات۔ شکر ہے کہ تم جی جی سے آگے تو بڑھیں۔''

''دراصل بات یہ تھی کہ مجھے معلوم کرنا تھا آیا کہ تم اس رشتے سے خوش ہو۔ اور بس۔'' اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

''تو پھر آپ کو کیا جواب ملا؟'' اب کے زنیرا بے چین ہو رہی تھی۔

''مجھے یہ جواب ملا کہ: پہلے تو نہیں تھی مگر اب بہت خوش ہوں۔'' اس نے باریک سی زنانہ آواز نکالی۔ زنیرا کو ہنسی آ گئی اور پھر وہ بے ساختہ ہنستی گئی۔

وہ کچھ کہے بنا بس اپنی ہنستی ہوئی دلہن کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک ہی وہ پلٹا اور پیچھے مڑے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

زنیرا دھپ سے اسی کرسی پر بیٹھ گئی جس پر سے وہ اٹھ کر گیا تھا۔ انتہائی نفیس مردانہ خوشبو اس کے آس پاس پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے لمبی سی سانس لی اور خود کلامی کی:

''میں تو واقعی بہت ڈر گئی ہوں حسن۔ صرف پندرہ بیس منٹ میں ہی آپ پہلے نگاہوں اور پھر دل کے خیالات تک پہنچ گئے۔..... عجیب، بہت ہی عجیب.....''

☆.....☆.....☆